محمد عطاء اللہ صدیقی

''کیچڑ میں لتھڑا ہوا سؤر''

قارئین کرام! آپ بازار میں جاتے ہیں تو وہاں ایک شخص کی آواز آپ کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہے۔ یہ شخص ایک چبوترے پر کھڑا کچھ کہہ رہا ہے۔ آپ کو اس کی شکل پوری دکھائی دیتی ہے اور نہ اس کی تقریر کچھ سمجھ میں آتی ہے۔ آپ متجسس ہو کر مزید قریب آتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کہہ رہا ہے: میرے بھائیو، عزیزو اور ہم وطنو! صفائی، پاکیزہ اور طہارت ایک صاف ستھرے اور صحت مندانہ معاشرے کے قیام کے لئے بہت ضروری ہیں۔ ایک صاف ستھرا جسم ہی صحت مند جسم بن سکتا ہے۔'' آپ سنتے ہیں وہ شخص معاشرے میں صحت وصفائی کی افادیت پر مدلل تقریر کر رہا ہے۔ اچانک آپ اس کے سراپا کو غور سے دیکھتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں، وہ شخص جو صحت اور پاکیزگی کے موضوع پر تقریر جھاڑ رہا ہے، اس کا اپنا حال یہ ہے کہ اس کا لباس کیچڑ سے اٹا ہوا ہے، منہ پر غلاظت کے چھینٹے خشک ہو کر باریک ٹھیکریاں سی نظر آرہی ہیں، اس کے لمبے بال بے حد میلے کچیلے ہیں اور اس کے ماتھے پر جمی غلاظت پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہیں، اس کے پاؤں میں جوتا نہیں ہے پاؤں پھٹے ہوئے ہیں اور انگلیوں سے خون رس رہا ہے، مختصراً یہ کہ اس نے اپنا حلیہ ایسا بنا رکھا ہے کہ جیسے کیچڑ اور دلدل میں لتھڑا ہوا کوئی سور ہو۔ صفائی اور پاکیزگی کے موضوع پر اس کے خیالاتِ عالیہ پر آپ کا فوری ردِ عمل کیا ہوگا؟ آپ کا جو بھی ردِ عمل ہوگا، وہ میں آپ کے ذوق اور شخص نفاست کے معیار پر چھوڑتا ہوں۔

مجھے اندیشہ ہے کہ آپ میں سے بعض خواتین وحضرات ''کیچڑ میں لتھڑا ہوا سؤر'' کی تمثیل پر ناک بھوں چڑھائیں گے۔ فی الحال میں آپ کے ممکنہ احتجاج پر پیشگی معذرت چاہتے ہوئے دوسری تمثیل کی طرف آتا ہوں۔ نصف شب کا عالم ہے۔ ایک خاتون اپنے بچوں کے بیڈروم میں محوخواب ہے۔ اچانک ہمسایوں کے گھر سے اٹھنے والے شور وغل اور چیخ وپکار سے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتی ہے۔ وہ کھڑکی کے پردوں سے لگ کر دیوار سا نجھے ہمسایوں کے گھر جھانکتی ہے، وہاں کا منظر اسے وحشت زدہ کر دیتا ہے۔ چند نوجوان ڈاکوؤں نے گھر کو قبضہ میں لے رکھا ہے۔ بلب کی روشنی میں وہ ان کی شکلیں صاف دیکھ سکتی ہے۔ ان کے ہاتھوں میں ریوالور اور خنجر ہیں۔ گھر کا مالک مزاحمت کرتا ہے تو ایک ڈاکو اس کے سینے میں خنجر گھونپ دیتا ہے، گھر کی عورتیں اور نوجوان بچیاں آہ وبکا کر رہی ہیں، اس عورت کا جی چاہتا ہے کہ وہ اپنے ہمسایوں کی مدد کرے مگر ڈاکوؤں کے خوف سے اس پر دہشت طاری ہے، وہ دیکھتی ہے، وہ وحشی درندے پاکیزہ عورتوں کو ''ریپ'' کرنے کی تیاری کر رہے ہیں، وہ حواس باختہ ہو کر فون کی طرف لپکتی ہے تا کہ پولیس کو اطلاع کر سکے، مگر اس سے پہلے کہ فون تک

پہنچے، اعصاب زدگی کے عالم میں بے ہوش ہو کر گر پڑتی ہے۔ دوسرے دن جب اسے ہوش آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکوؤں نے گھر کے مالک کے ساتھ ساتھ ایک معصوم عورت کو بھی ''ریپ'' کرنے کے بعد قتل کر دیا ہے۔ چند ہی دنوں کے بعد مال روڈ سے گزرتے ہوئے وہ خاتون چند نوجوانوں کو ''پلے کارڈ'' اٹھائے مظاہرہ کرتے دیکھتی ہے، ''پلے کارڈ'' پر لکھا ہے، ''غیرت کا قتل بند کرو''، ''کاروکاری ایک وحشیانہ جرم ہے''، ''عورتوں کے حقوق کا تحفظ کرو''۔ پلے کارڈ پڑھتے ہی اس کے ذہن میں ان مظلوم بے گناہ عورتوں کی تصویریں یکایک گھومنے لگتی ہیں۔ اس کا جی چاہتا ہے وہ وہ گاڑی سے اتر کر اس مظاہرے میں شریک ہو۔ ابھی وہ گاڑی سے اترنے کا سوچ ہی رہی ہوتی ہے کہ منظر دیکھ کر اس کی بے ساختہ چیخ نکل جاتی ہے۔ ان مظاہرین میں سے وہ دو نوجوانوں کو بھی پہچان لیتی ہے اور بیتی ہوئی شب کا وہ خوفناک منظر.......!

قارئین کرام! میں نے زندگی میں فکشن بہت کم لکھا ہے، مگر آج مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں چاہوں تو اس طرح کے تضادات، منافقت اور دوہرے معیارات کے سینکڑوں مرقع جات قلم کی نوک سے کاغذ پر کھینچ سکتا ہوں۔ میں انہی دو مرقع جات پر ہی اکتفا کرتا ہوں کیونکہ میرا مقصد اپنا احتجاج ریکارڈ کرانا ہے، افسانہ نگاری نہیں۔ ''کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سؤر'' کی طرح غلیظ انسان کے منہ سے پاکیزگی اور طہارت کا بلیغ لیکچر سن کر ایک عام آدمی کے دل میں جو ہیجان برپا ہوتا ہے یا اپنی ہمسائی عورتوں کو ''ریپ'' اور قتل کرنے والے رذیل بھیڑیوں کے ہاتھوں میں عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے پلے کارڈز دیکھ کر ایک بے بس شریف عورت کے دل و دماغ میں جو طوفان برپا ہوتا ہے، کچھ اس طرح کی کیفیت ۵ر مارچ کے اخبارات میں امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال کے متعلق رپورٹ کے اقتباسات پڑھ کر مجھ پر بھی طاری ہوئی ہے۔

امریکی دفتر خارجہ ہر سال مارچ کے پہلے ہفتے میں پوری دنیا میں انسانی حقوق کی تازہ صورتحال کے متعلق رپورٹ جاری کرتا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ افغانستان اور کیوبا کے جزیرے میں القاعدہ اور طالبان قیدیوں کے معاملے میں امریکہ نے انسانی حقوق کی ''پاسداری'' کے جو ریکارڈ قائم کئے ہیں، اس کے پیش نظر امریکہ اس سال یہ رپورٹ جاری نہیں کرے گا۔ مگر یہ ہماری خام خیالی تھی۔ ذرا چشم تصور میں قندوز، قلعہ جنگی، قندھار، تورا بورا اور کیوبا کے ایکس رے کیمپ کے لرزہ خیز انسانیت کش مناظر کو لایئے اور پھر امریکہ کی جانب سے انسانی حقوق کی لن ترانیوں کو بھی ذہن میں رکھئے، امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ کے اقتباسات بعد میں ہم نقل کریں گے، امریکی سیکرٹری خارجہ کولن پاول کا تازہ بیان بھی غور طلب ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ''امریکہ انسانی حقوق، جمہوریت اور اعلیٰ اقدار سے اپنی کمٹمنٹ میں پیچھے نہیں ہٹے گا''۔ جس ملک کی وزارتِ دفاع میں جھوٹے پراپیگنڈے کے لئے ''جھوٹ ساز فیکٹریاں'' قائم ہوں، وہاں کے سیکرٹری خارجہ کی طرف سے اس طرح کا بیان بہت تعجب انگیز نہیں ہونا چاہیے۔ امریکہ نے چند روز پہلے پینٹا گان میں قائم ''ڈس انفارمیشن سیل'' کو بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو جنگ افغانستان میں امریکی جھوٹ پھیلانے کیلئے قائم کیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے یہ

''سیل'' حالتِ امن میں امریکی وزارت دفاع سے وزارت خاجہ میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

امریکی دفتر خارجہ کی سالانہ انسانی حقوق رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ''پاکستان کا انسانی حقوق ریکارڈ بدستور بے حد کمزور ہے'' کمزور ریکارڈ کی وضاحت کرتے ہوئے بتا گیا ہے کہ ''پاکستان میں اقلیتوں کے خلاف جرائم، پولیس کے ہاتھوں ماورائے عدالت قتل، خواتین کی توہین (کاروکاری) کی اطلاعات ملی ہیں، فرقہ وارانہ کشیدگی بھی جاری ہے اور قادیانیوں کے خلاف جرائم بھی بڑھ رہے ہیں'' (روزنامہ ''انصاف'' ۵/ مارچ) حکومت پاکستان نے اس رپورٹ کے خلاف سخت ردعمل ظاہر کرتے ہوئے اسے حقائق کے منافی قرار دے کر مسترد کر دیا ہے۔ دفتر خارجہ کے ترجمان نے اپنے رد عمل میں کہا کہ امریکی رپورٹ میں حکومت پاکستان کی ان پالیسیوں کو نظر انداز کیا گیا جو پاکستان میں انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ کیلئے موجودہ حکومت نے مرتب کر رکھی ہیں۔ ان اقدامات میں بچوں کے حقوق سے متعلق آرڈیننس کا اجراء، خواتین کے حقوق کے تحفظ کیلئے مستقل حقوق کمیشن کا قیام، بچوں کی جبری مشقت کا خاتمہ شامل ہیں۔ سال ۲۰۰۰ء کو پاکستان کے عین مطابق ہے۔ ترجمان نے کہا کہ ان تمام تر اقدامات کے باوجود امریکی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حکومت پاکستان کا انسانی حقوق کے حوالہ سے ریکارڈ قابل افسوس ہے۔ امریکہ کا یہ دعویٰ پاکستان کے لئے ناقابل قبول ہے کیونکہ اس رپورٹ میں حقائق کو غلط انداز میں پیش کیا گیا۔ حکومت پاکستان کو یہ بھی قبول نہیں۔ ملک میں اٹھائے جانے ان اقدامات کو کوئی باہر بیٹھ کر غلط انداز میں جج کرنے کی کوشش کرے۔ (روزنامہ ''انصاف'')

امریکہ نے مذکورہ رپورٹ میں افغانستان میں طالبان حکومت کے خاتمہ کو حقوق انسانی کی عظیم فتح قرار دیا ہے۔ افسوسناک بات ہے کہ حقوق انسانی کی اس ''عظیم فتح'' میں حکومت پاکستان کے اس کردار کو بھی یکسر فراموش کر دیا گیا کہ جس کا اعتراف امریکیوں کی طرف سے بارہا کیا جاتا رہا ہے۔ افغانستان میں امریکہ سے تعاون اور مذکورہ انسانی حقوق کے فروغ کیلئے اقدامات کے بعد بجا طور پر توقع کی جا رہی تھی کہ اس مرتبہ پاکستان میں انسانی حقوق کے ریکارڈ کے کمزور ہونے کی شکایت کی بجائے کلماتِ تحسین سے نوازا جائے گا، مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے ہمارے پالیسی ساز ابھی تک امریکہ کی اصل ذہنیت اور ان کے استعماری عزائم کا مکمل ادراک نہیں کر پائے، ورنہ وہ بہت زیادہ خوش اعتقادی کا شکار نہ ہوتے۔ ترکی سیکولرزم کے اتباع میں یورپ کو بھی پیچھے چھوڑ گیا ہے، مگر ابھی تک یورپی برادری کی رکنیت کا حقدار قرار نہیں پایا کیونکہ اسلام کا ''پھندا'' اس کے گلے میں اب تک لٹکا ہوا ہے۔ پاکستان میں عورتوں کو ۳۳ فیصد نمائندگی دی گئی ہے جس کی مثال یورپ میں بھی نہیں ملتی، مگر ابھی تک پاکستان کا انسانی حقوق کا ریکارڈ ''بدستور کمزور'' ہے۔ حکومت پاکستان شاید سمجھتی ہے کہ محض مخلوط انتخابات کے اعلان کے بعد اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا فریضہ پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا ہے۔ مگر ہماری وزارت خارجہ کے ذہین دماغوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ پاکستان میں اقلیتیں کبھی ''محفوظ'' نہیں ہوگی جب تک کہ قادیانی پاکستان کے آئین کے مطابق اقلیت رہیں گے۔ مزید براں انسانی حقوق کے متعلق پاکستان کا ریکارڈ ''بدستور کمزور'' رہے

گا، جب تک کہ پاکستان میں امریکی دفتر خارجہ کی رپورٹ کے اصل سرچشمے "حقائق" اُبلتے رہیں گے۔

۷ر مارچ ۱۹۹۹ء کو پاکستانی وزارتِ خارجہ کے ترجمان کا اسی طرح کی امریکی رپورٹ پر ردعمل شائع ہوا تھا جس میں ایسی رپورٹ کا اصل سرچشمہ این جی اوز کو قرار دیا گیا تھا۔ پاکستان کا نام نہاد انسانی حقوق کمیشن امریکی دفتر خارجہ کی رپورٹوں کا سب سے بڑا سرچشمہ ہے۔ اگر کسی کو اس بات پر شک ہے تو وہ گزشتہ چند برسوں میں انسانی حقوق کے متعلق شائع ہونے والی امریکی دفتر خارجہ کی رپورٹوں کا موازنہ کر کے دیکھ لیں۔ یہ کمیشن ان خدمات کے بدلے امریکہ اور یورپ سے کروڑوں روپے کے فنڈز وصول کرتا ہے۔ اگر یہ پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال کو "سب اچھا" قرار دے تو پھر ان فنڈز کی فراہمی کا سلسلہ کیونکر جاری رہ سکتا ہے۔ اس کمیشن کی طرف سے قادیانیوں کے انسانی حقوق کی پامالی کی مبالغہ آمیز رپورٹوں کا مرتب کرنا بھی قابل فہم ہے۔ اس کمیشن میں عاصمہ جہانگیر اور آئی اے رحمٰن کی موجودگی میں اسی طرح کی رپورٹوں کی توقع ہی کی جاسکتی ہے۔ امریکی رپورٹوں میں اس وقت تک پاکستان میں اقلیتوں کے خلاف جرائم کا گراف بڑھتا ہوا دکھایا جائے گا، جب تک پاکستان میں ۲۹۵سی کا قانون واپس نہیں لیا جاتا۔

موجودہ دور میں امریکہ سے زیادہ ریاستی دہشت گردی کا ارتکاب کسی اور ملک نے نہیں کیا۔ ۱۹۹۷ء کی رپورٹ میں اقوام متحدہ کے زیر سرپرستی کام کرنے والے انسانی حقوق کمیشن نے امریکہ کو انسانی حقوق کو پامال کرنے والا بدترین ملک قرار دیا تھا۔ مگر امریکہ اپنے آپ کو انسانی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار سمجھتا ہے۔ "کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سؤر" کی طرح کا غلیظ شخص اگر بازار میں کھڑا ہو کر صفائی اور پاکیزگی کا درس دینا شروع کر دے تو راہ گزاروں کو اس کے گرد جمع ہو کر حاضرین کی طرح اس کی بات سننے کی بجائے اسے خود اپنی غلاظت دور کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔ اب وقت آگیا ہے کہ پاکستان اور دیگر ممالک انسانی حقوق کے معاملے میں امریکہ سے شاباش کے حصول کی تگ و دو کی بجائے خود جرأت مندانہ طریقے سے اسے آئینہ دکھائیں کہ اس کا اپنا ریکارڈ کتنا بھیانک ہے۔ امریکہ کو پاکستان جیسے ممالک میں انسانی حقوق کے ریکارڈ کی کمزوری کی نشاندہی کی بجائے خود احترامِ انسانیت کی پالیسی پر پرخلوص دل سے عمل کرنا چاہیے۔

"کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سؤر" کے تذکرے سے جو ہمارے کرم فرما طبیعت میں گرانی محسوس کر رہے ہیں، وہ خواہ مخواہ پریشان نہ ہوں کہ یہ حیوان یورپ اور امریکہ میں کتے سے زیادہ "محبوب" سمجھا جاتا ہے۔ اسکا گوشت مہذب یورپ میں بڑی رغبت سے کھایا جاتا ہے، اس "اعزاز" سے سگانِ کم مایہ محروم ہیں۔ شاید امریکیوں کو اس تشبیہ پر کوئی اعتراض نہ ہو۔ امریکی ناول نگار تو اپنی تخلیقات میں "Pig" کا استعمال اس کثرت سے کرتے ہیں کہ ہمیں خدشہ ہے کہ وہ اسے اپنے حق میں "توصیفی کلمات" نہ قرار دیں۔ امریکیوں کی انسانی حقوق سے "وابستگی" کے خلاف احتجاج کیلئے اس سے زیادہ مؤثر اگر کوئی تمثیل ہمارے کسی معترض کرم فرما کے ذہن میں ہے، تو ہمیں اسے مطلع ضرور فرمائیں۔